دیوانِ غالب

[مطبوعہ۔ اکتوبر ۱۸۴۱ء]

(عکسی)

:- پیش لفظ :-

کالی داس گپتا رضا

بجملہ حقوق بحق مصنف محفوظ

اشاعت:- ۱۹۸۶ء
قیمت:- ۲۰ روپے
تعداد:- ۲۰۰

وِمل پبلی کیشنز

۱۰۷ جولی بھون نمبر ۱ - ۱۰ نیو مرین لائنز
و
۳۰۵ چرچ گیٹ چیمبرز - ۵ نیو مرین لائنز

بمبئی ۴۰۰۰۲۰

جنابِ مالک رام

کی نذر

"شاہوں کے خزانے میں گہر بھیج رہا ہوں"

کمالِ دردِ سر گیتا رہا نہ بھی مگر

۲ جون ۱۹۸۶ء

بقلم خود

ترتیب

۱۔ پیش لفظ ا

دیوانِ غالب (عکسی)

۲۔ سرورق ۱
۳۔ دیباچہ ۳
۴۔ غزلیات ۵
۵۔ منتخب قصیدہ منقبت علی مرتضیٰ علیہ السلام ۹۵
۶۔ انتخاب قصیدہ منقبت علی مرتضیٰ علیہ السلام ۹۷
۷۔ قطعات ۹۹
۸۔ رباعیات ۱۰۱
۹۔ تقریظ ۱۰۳
۱۰۔ غلط نامہ ۱۰۹

پیش لفظ

غالب، میجر جان جاکوب بہادر (جان جیکب) کو، مطبع سید الاخبار کے بارے میں کچھ اطلاعات بہم پہنچاتے ہوئے ایک خط میں لکھتے ہیں[1]:

"........ دیوانِ ریختہ کہ در ناتمامی تمام است، عجب
نیست کہ ہم دریں ماہ بہ تمامی وانگاہ بنظر گاہِ سامی رسد...."
(ترجمہ: (میرا) دیوانِ اردو بھی جو باوجود ادھورا ہونے کے،
مکمل ہے، عجب نہیں اسی مہینے میں (اسی مطبع سے) تمام
ہوکر آپکی نگاہِ عالی سے گزرے ....)

اس خط سے دو باتیں سامنے آتی ہیں۔ اوّل یہ کہ دیوان چھپ رہا ہے۔ دوم یہ کہ دیوان اگرچہ ادھورا ہے تاہم مکمل ہے یعنی منتخب ہے۔ سرورق کے مطابق، بالآخر، دیوان شعبان ۱۲۵۷ھ مطابق اکتوبر ۱۸۴۱ء کو چھپ گیا۔

دیوان کے ص ۱۰۴ پر ایک رباعی درج ہے ؎

ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم — آثارِ جلالی و جمالی باہم
ہوں شاد نہ کیوں اسفل و عالی باہم — ہے اب کے شبِ قدر و دِوالی باہم

عرشی صاحب مرحوم اس رباعی کے پیشِ نظر لکھتے ہیں[2]:

"..... شعبان ۱۲۵۷ھ (اکتوبر ۱۸۴۱ء) میں میرزا صاحب
کا دیوان اس مطبع (سید الاخبار) میں چھپنا شروع ہوا، اور
۲۷ رمضان (۱۲ نومبر) تک زیرِ طبع رہا۔ تاریخِ آغاز
سرورق پر مذکور ہے، اور ۲۷ رمضان تک اختتام

۱۔ پنج آہنگ، طبع اوّل، ۱۸۴۹ء ص ۳۸۸
۲۔ دیوانِ غالب، نسخۂ عرشی، اشاعت دوم۔ مقدمہ ص ۱۲۷

نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ اس میں یہ رباعی بھی شامل ہے:

ہیے اب کے شبِ قدر و دوالی باہم ۔ اور از روے حساب
دوالی اور شبِ قدر کا اجتماع اسی تاریخ کو ہوا تھا ـــــــــــ"

مگر یہ دونوں دلیلیں ضعیف ہیں ۔ دیوان کے سرورق پر یہ کہیں نہیں لکھا گیا کہ اکتوبر ۱۸۴۱ء طباعتِ دیوان کی تاریخِ آغاز ہے ۔ اگر تاریخِ آغاز کی نشاندہی منظور ہوتی تو دن کا ذکر بھی ہونا چاہیے تھا ۔ اسی طرح رباعی سے یہ کہیں ظاہر نہیں ہوتا کہ شبِ قدر اور دیوالی کے اجتماع کی تاریخ گزر چکی ہے ۔ اس میں صرف یہ بتایا گیا ہے کہ چھوٹے بڑے آپس میں اس لیے خوش ہو کر گلے مل رہے) ہیں کہ اب کے شبِ قدر اور دیوالی بھی ایک ہی تاریخ کو باہم (بغل گیر ہونے والی) ہیں ۔ رباعی یقیناً ۲۷ رمضان (۱۲ نومبر) سے پہلے کہی گئی ہوگی ۔ ایسا ہونا اگر ناممکن نہیں تو دور از قیاس ضرور ہے کہ طباعت سے مہینوں پہلے مسودے کی کتابت کرائی گئی ہو اور طباعت کے دوران میں یکایک ایک رباعی کا اضافہ کر دیا گیا ہو ۔ چھپے ہوئے دیوان میں یہ رباعی جس مقام پر ہے وہ ظاہر کرتا ہے کہ تمام مسودہ ایک ہی قلم سے سلسلہ وار لکھا گیا تھا ۔

دیوان میں درج شعروں کی تفصیل یہ ہے :

غزلیات کے اشعار	۹۹۸
۲ مصرعے جو غزل میں چھپنے سے رہ گئے دیگر غلط نامہ میں موجود ہیں[۱]	۱
	۹۹۹
قصیدوں، قطعوں، رباعیوں کے اشعار	۹۷
	۱۰۹۶

ص ۵۹ پر چھپے ہوئے ۲ شعر حقیقت میں قطعے[۲] کے ہیں جو ص ۱۰۰ پر درج ہے اور اس میں شامل ہیں ۔ اس طرح مجموعی تعدادِ اشعار ۱۰۹۴ رہ جاتی ہے ۔ اب اگر معلوم ہو کہ یہ ۱۰۹۴ اشعار ۱۷۹۵ از کم ۱۸۰۲ اشعار سے منتخب کیے گئے ہیں[۳] تو سمجھ میں آجاتا ہے کہ غالب نے اپنے "دیوانِ ریختہ" کو "درنا تمامی،

۱۔ دیوانِ غالب ص ۱۹ ۔ غزل کا پہلا مصرعہ یہ ہے "یک ذرّۂ زمیں نہیں بیکار باغ کا"
۲۔ "کلکتے کا جو ذکر کیا تو نے ہم نشیں"
۳۔ دیکھیے میرا مرتب کیا ہوا "دیوانِ غالب (کامل)، تاریخی ترتیب سے" (زیرِ طبع)

تمام" کیوں کہا ۔ ان کی مراد یہ تھی کہ دیوان صرف چھاپنے کی حد تک مکمل ہے ۔ حقیقت میں مکمل نہیں کیونکہ منتخب ہے ۔

غالب کے دیوانِ ریختہ کے پانچوں ایڈیشنوں میں ان کا فارسی میں لکھا ہوا دیباچہ شامل ہے مگر اس پر تاریخِ تحریر درج نہیں ہے ۔ دیوانِ غالب نظامی ایڈیشن (طبعِ ثانی) میں پہلی بار یہ تاریخ درج کی گئی ہے ۔ نظامی اپنے دیباچے میں لکھتے ہیں :

"اس مرتبہ اس سے بھی زیادہ پرانا ایک قلمی نسخہ ہاتھ آیا جو اصل دیوان سے نقل کیا گیا ہے جس کو پہلی مرتبہ غالب نے ۱۲۴۸ھ میں مرتب کیا تھا ۔ یہ نقل جو ہمیں دستیاب ہوئی ہے اسی زمانے کی لکھی ہوئی ہے ۔ اس کے ساتھ ایک دیباچہ بزبانِ فارسی مصنف نے لکھا ہے جس کو ناظرین کے مطالعے کیلیے اس دیوان کے شروع میں بجنسہٖ درج کیا گیا ہے[۱]....."

نظامی ایڈیشن میں غالب کے دیباچے کا عنوان اس طرح قائم کیا گیا ہے :

"دیباچہ جو خود مصنف نے وقتِ ترتیبِ دیوانِ ہٰذا بزبانِ فارسی لکھا۔"

آخر میں، ..... "تاریخِ دیباچہ[۲] بست و چہارم شہرِ ذی قعدہ ۱۲۴۸ھ"

اور یہ مطابق ہے ۱۴ر اپریل ۱۸۳۳ء کے ۔

نظامی مرحوم کو وہ دیوان جس میں یہ دیباچہ مع تاریخِ تحریر درج ہے کہاں سے ملا تھا؟ اس کی وضاحت ہمیں ڈاکٹر سید عبداللطیف کی کتاب میں شائع شدہ ایک خط کے ذریعے ملتی ہے جو نظامی مرحوم نے سر اکبر حیدری کے نام ۳ دسمبر ۱۹۲۷ء کو لکھا تھا[۳] ۔ نظامی فرماتے ہیں :

"قلمی دیوان جو ۱۲۴۸ھ کے قریب کا لکھا ہوا مجھے ۱۹۱۸ء میں ملا تھا اور جس کا ذکر میں نے اپنے یہاں کے مطبوعہ دیوانِ غالب کے دوسرے ایڈیشن میں کیا ہے.... ایک مرحوم دوست (منشی احمد علی صاحب شوق) کے ذریعے سے مجھے رامپور میں دستیاب ہوا تھا......"

۱و۲ ۔ اردو دیوانِ غالب مع شرحِ نظامی، مطبوعہ نظامی پریس بدایوں ۱۹۲۳ء، ص ۵ اور متنِ دیوانِ غالب سے ایک صفحہ پہلے ۔
۳ ۔ غالب از ڈاکٹر سید عبداللطیف (انگریزی سے ترجمہ) مطبوعہ حیدرآباد ۱۹۲۲ء، ص ۱۳۵

چند لفظی ترامیم[1] سے قطع نظر نظامی بدایونی کا نقل کردہ دیباچہ وہی ہے جو آٹھ سال کے بعد (۱۸۴۱ء) سے شائع ہونے والے پانچوں ایڈیشنوں میں شامل ہے۔ اس سے یہ ثابت ہوگیا کہ دیوانِ غالب لگ بھگ ۱۸۳۳ء کے پہلے سہ ماہے میں طباعت کے لیے تیار ہوگیا تھا۔ اب ۱۶ اپریل ۱۸۳۳ء کو اس کا دیباچہ لکھ کر اسے کاتب کے حوالے کرنا تھا، مگر ایسا نہیں ہوا۔ دیباچہ تو لکھا گیا مگر مسودہ کاتب کے حوالے نہیں کیا گیا شاید اس لیے کہ ابھی نواب ضیاء الدین احمد خاں نیر و رخشاں نے اس کی تقریظ مکمل نہیں کی تھی۔ یہ تقریظ ۱۲۵۴ھ[2] (۲۸ مارچ ۱۸۳۸ء تا ۱۷ مارچ ۱۸۳۹ء) میں مکمل ہوئی۔ اس وقت اس میں غزل، قصیدہ، قطعہ، رباعی ملا کر کل اشعار "یک ہزار و ہفتاد و اند" تھے[3]، یعنی ۱۰۷۰ سے کچھ اوپر (۱، ۲، ۳ سے ۹ تک کچھ بھی) لیکن دیوان مع دیباچہ و تقریظ چھپنے کے لیے دیے گئے تو اس میں، جیسا کہ پہلے بتایا جا چکا ہے، ۱۰۹۶ شعر[4] چھپے۔ حقیقت یہ ہے کہ ۱۸۳۳ء تک دیوان کے اشعار ۱۰۷۱ تھے[5]۔ بعد میں ۲۵ اشعار کا اضافہ ہوا[6]۔ تقریظ مشمولۂ دیوانِ مطبوعہ میں لفظی تغیر و تبدل بھی ہوا، اور مختلف ایڈیشنوں میں سنین اور تعدادِ اشعار میں ترامیم[7] بھی ہوئیں۔

۱۸۳۳ء کے بعد جن ۲۵ اشعار کا اضافہ ہوا وہ یہ ہیں (ماخذوں کے لیے دیکھیے دیوانِ غالب نسخۂ عرشی اشاعت دوم):

دیوانِ غالب ص ۵۲	دی سادگی سے جان پڑوں کوہکن کے پانو	۵ شعر نسخۂ بدایوں ۱۸۳۸ء
ص ۵۸	تا ہم کو شکایت کی بھی باقی نہ رہے جا	۲ شعر حاشیہ ایضاً بعد از ۱۸۳۸ء

۱۔ مثلاً طباعت کے وقت 'درخاکستر خویش' کو 'بہ خاکستر خویش'، 'کم مایہ' کو 'اندک مایہ' بنا دیا گیا ہے،

۲۔ آثار الصنادید مطبوعہ نولکشور جون ۱۸۷۶ء باب چوتھا ص ۵۸ "سنہ مقدسہ ہجریہ نبویہ... یک ہزار و دو صد و پنجہ و چار..."

۳۔ ایضاً ایضاً ص ۸۶

۴۔ دیوانِ غالب (پہلا ایڈیشن)۔ تقریظ میں تعداد اشعار "ہزار و نود و ہشت اند" لکھا ہے جو غلط ہے۔

۵، ۶۔ دیکھو میرا مرتب کیا ہوا "دیوانِ غالب (کامل)، تاریخی ترتیب سے" (زیر طبع)۔

۷۔ ایک شعر کی ترمیم دلچسپ ہے۔ تقریظ میں شامل مثنوی کا تیسرا شعر آثار الصنادید میں اس طرح ہے ع ہمیں وزن ندہ آیلۂ علوی
اس کے مصرعۂ ثانی کو دیوانِ غالب (پہلا ایڈیشن) میں یوں کر دیا ہے ع دم روح القدس در کشف معنی پھر / ہمیں شاگرد روح القدس عالی
بعد کے ایڈیشنوں میں یہ شکل دے دی ہے ع ہمیں شاگردِ عقلِ کل عالی

ص ۶۵	زندگی اپنی جب اس شکل سے گزری، غالب	۱ شعر گلشن بے خار اپریل ۱۸۳۵ء
ص ۸۴	ہم رشک کو اپنے بھی گوارا نہیں کرتے	۲ شعر نسخۂ بدایوں حاشیہ بعد از ۱۸۳۸ء
ص ۸۶	لاغر اتنا ہوں کہ گر تو بزم میں جا دے مجھے	۴ شعر۔ ایضاً۔
ص ۱۰۰	گئے وہ دن کہ نادانستہ غیروں کی وفاداری	۲ شعر۔ ایضاً۔
ص ۱۰۴	بھیجی ہے جو مجھ کو شاہِ جم جاہ نے دال	۲ شعر۔ ایضاً۔
ص ۱۰۴	ہیں شہ میں صفاتِ ذوالجلالی باہم	۲ شعر تشبیہ رود دلی ۱۸۴۱ء
		۲۵ شعر

مندرجہ بالا سے یہ نتائج برآمد ہوتے ہیں۔

۱۔ دیوانِ غالب، اولیں طباعت کے لیے، لگ بھگ ۱۸۳۳ء کے پہلے سہ ماہے تک مکمل ہو چکا تھا۔

۲۔ اس میں ۱۰۷۱ اشعار تھے۔

۳۔ یہ اشعار ۲۰۵۵ اشعار میں سے منتخب ہوئے تھے (بعد میں ۲۵ شعروں کے اضافے سے تعداد ۲۰۸۰ ہو گئی)

۴۔ اس کا دیباچہ غالب نے ۱۶ اپریل ۱۸۳۳ء کو ختم کیا۔

۵۔ تقریظ نواب ضیاء الدین احمد خاں نیر و رخشاں نے ۲۸ مارچ ۱۸۳۸ء اور ۱۷ مارچ ۱۸۳۹ء کے درمیان کسی وقت لکھی۔ قیاسِ غالب یہی ہے کہ ۱۸۳۸ء ہی میں لکھی۔

۶۔ طباعتِ دیوان کے وقت اس میں ۲۵ اشعار کا اضافہ ہوا اور کل شعر ۱۰۹۶ ہو گئے۔ (کاتب نے ایک غزل کے دو مصرعے حذف کر دیے تھے جس کی وضاحت 'غلط نامہ' میں موجود ہے۔ اس طرح اگرچہ اشعار جو متن میں درج ہیں، شمار میں ۱۰۹۵ ہیں۔ ؟ وہ حقیقت میں ۱۰۹۶ ہیں۔ ۳ شعر دوبار چھپ گئے۔ وہ کم کیجیے تو دیوان کا مواد ۱۰۹۳ اشعار پر مشتمل رہ گیا۔

۷۔ دیوان اکتوبر ۱۸۴۱ء کو "دہلی میں سید محمد خاں بہادر کے چھاپہ خانہ" (مطبع سید الاخبار) میں چھپا۔

دیوانِ غالب (طبع اول) بہت کمیاب ہے۔ جناب مالک رام فرماتے ہیں[1]۔

۱۔ ذکرِ غالب۔ طبع پنجم ص ۱۶۶

"ایک کرم خوردہ نسخہ منشی مہیش پرشاد مرحوم کے پاس تھا۔ خدا معلوم اب کہاں ہے۔ خان بہادر سید ابو محمد مرحوم کا نسخہ آزاد لائبریری، علی گڑھ میں آگیا ہے۔ ایک مکمل نسخہ صولت پبلک لائبریری، رام پور میں اور دوسرا جامعہ ملّیہ اسلامیہ (دلّی) کے کتب خانے میں ہے ...."

جنابِ عرشی مرحوم، صولت پبلک لائبریری، رام پور کے نسخے کے بارے میں لکھتے ہیں:

"سرورق کی پہلی سطر کے آخر میں لفظِ تخلّص کے اوپر سید محمد خاں کے دستخط ہیں ...."

میرے کتب خانے میں اس ایڈیشن کے دو نسخے ہیں اور صولت پبلک لائبریری، رام پور والے نسخے کا عکس بھی ہے۔ جب تک میں نے عرشی صاحب کا بیان نہیں پڑھا تھا اور صولت پبلک لائبریری والے نسخے کا عکس نہیں دیکھا تھا، مجھے معلوم نہ تھا کہ سرورق کے لفظ "تخلّص" پر بے معنی سا نشان حقیقت میں سیّد محمد خان کے دستخط ہیں۔ بہر حال مجھے یہ بتاتے ہوئے تعجب ہوتا ہے کہ میرے دو نسخوں میں سے ایک پر یہی دستخط بعینہٖ اسی جگہ موجود ہیں۔ وجہ نامعلوم۔

دیوان ۱۰۵ صفحوں کو محیط ہے پہلا صفحہ سرورق کا ہے۔ دوسرا صفحہ خالی ہے صفحات میں ۹۲ کا عدد دو دفعہ آگیا ہے مگر ص ۱۰۳ کے بعد ص ۱۰۴ چھوٹ گیا ہے، اسطرح پلڑے برابر ہو گئے ہیں۔

یہ ایڈیشن اتنا کمیاب ہے کہ مدتوں اسے ایک نظر دیکھنے کے لیے میری آنکھیں ترستی رہیں۔ اب اس سے پہلے کہ باقی دو چار نسخے بھی دیمک یا وقت کی بھینٹ چڑھ جائیں میں نے فیصلہ کیا ہے کہ اس کا عکسی ایڈیشن شائع کر کے اسے عام کر دیا جائے۔

میں نے "پیش لفظ" میں حقائق بیان کرنے کی کوشش میں کئی خارزار طے کیے ہیں۔ دیوانِ غالب (کامل) کی ضخیم جلد بھی بہت جلد آپکی نظروں سے گزرے گی۔ اس کی راہ میں بھی چند خارزار ابھی تشنۂ خوں ہیں۔ آپ رہنمائی فرمائیں تو کیا کہنا، ورنہ میں تو تہیّہ کر ہی چکا ہوں کہ

جتنی مل جائے گی کانٹوں کی چبھن لے لوں گا
جو بھی حالت دلِ بے تاب کی ہوگی، ہو گی

کالی داس گپتا رضاؔ
۲۰ مئی ۱۹۸۷ء

دیوانِ غالب